

نابالغ بچی کا نکاح

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

کم سن بچی، جو عمر بلوغ کو نہ پہنچی ہو، باپ اس کا نکاح کر سکتا ہے۔ اس پر قرآن و حدیث اور اجماع دلیل ہے۔

قرآنی دلائل:

① فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللَّائِي يَيْسَنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنْ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحِضْنَ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق: ٤)

”اگر تمہیں شبہ ہو کہ وہ عورتیں، جو حیض سے مایوس ہو گئیں اور جنہیں ابھی تک حیض نہیں آیا (ان کی عدت ہے یا نہیں؟ تو جان لو کہ) ان کی عدت تین ماہ ہے نیز حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔“

آیت کریمہ میں تین طرح کی عورتوں کا ذکر ہے۔ ① وہ عمر رسیدہ عورتیں، جو عمر یا اس کو پہنچ چکی ہیں اور انہیں حیض آنا بند ہو گیا ہے۔ ② وہ نابالغ بچیاں، جنہیں حیض شروع نہیں ہوا۔ ③ حاملہ خواتین۔

ان تینوں قسم کی عورتوں کی عدت طلاق بیان ہوئی ہے۔ وہ تین مہینے ہے۔ البتہ حاملہ

کی عدت وضع حمل ہے۔

ثابت ہوا کم سن بچیوں کا نکاح جائز ہے، ورنہ طلاق کی عدت بیان کرنے کا کیا معنی؟
سید الفقیہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اس آیت سے نابالغ بچی کے نکاح کے جواز پر
استدلال کرتے ہوئے یوں باب قائم کیا ہے۔

بَابُ إِنكَاحِ الرَّجُلِ وَلَدَهُ الصَّغَارَ .

”باپ کا اپنے نابالغ بچوں اور بچیوں کے نکاح کر دینے کا بیان۔“

(صحیح البخاری، قبل حدیث: ۵۱۳۳)

شرح بخاری حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں:

وَلَدَهُ... أَنَّهُ اسْمُ جِنْسٍ وَهُوَ أَعَمُّ مِنَ الذُّكُورِ وَالْإِنَاثِ قَوْلُهُ
لِقَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَاللَّائِي لَمْ يَحْضُنْ﴾ فَجَعَلَ عِدَّتَهَا ثَلَاثَةَ
أَشْهُرٍ قَبْلَ الْبُلُوغِ أَيْ فَدَلَّ عَلَى أَنَّ نِكَاحَهَا قَبْلَ الْبُلُوغِ جَائِزٌ
وَهُوَ اسْتِنْبَاطٌ حَسَنٌ لِّكُنْ لَيْسَ فِي الْآيَةِ تَخْصِيصُ ذَلِكَ
بِالْوَالِدِ وَلَا بِالْبَكْرِ وَيُمْكِنُ أَنْ يُقَالَ الْأَصْلُ فِي الْأَبْضَاعِ
التَّحْرِيمُ إِلَّا مَا دَلَّ عَلَيْهِ الدَّلِيلُ وَقَدْ وَرَدَ حَدِيثُ عَائِشَةَ فِي
تَزْوِيجِ أَبِي بَكْرٍ لَهَا وَهِيَ دُونَ الْبُلُوغِ فَبَقِيَ مَا عَدَاهُ عَلَى
الْأَصْلِ وَلِهَذَا السِّرُّ أَوْرَدَ حَدِيثَ عَائِشَةَ .

”ترجمہ الباب میں لفظ ولد جنس ہے، مذکر و مؤنث دونوں کو شامل ہے۔ امام
بخاری رحمہ اللہ کا یہ کہنا: ﴿وَاللَّائِي لَمْ يَحْضُنْ﴾ میں اللہ تعالیٰ نے نابالغ کی

عدت تین ماہ بتائی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس آیت سے نابالغ کے نکاح کا جواز بیان کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بہت اچھا استنباط ہے، لیکن آیت میں باپ یا باکرہ کی تخصیص نہیں ہے۔ بات یوں لگتی ہے کہ نکاح میں اصل حرمت ہے الا کہ جس کی دلیل آجائے۔ حدیث میں آیا ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کیا جب کہ آپ رضی اللہ عنہا ابھی نابالغ تھیں، لہذا نابالغ بچی کے علاوہ باقی اپنی اصل (حرمت) پر رہیں۔ شاید امام بخاری رحمہ اللہ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا ذکر کرنے میں یہی راز ہے۔“

(فتح الباری: ۱۹۰/۹)

شارح ہدایہ علامہ ابن ہمام حنفی (۷۹۰-۸۶۱ھ) لکھتے ہیں:

وَيَجُوزُ نِكَاحُ الصَّغِيرِ وَالصَّغِيرَةِ إِذَا زَوَّجَهُمَا الْوَلِيُّ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَاللَّائِي لَمْ يَحْضُنْ﴾ (الطلاق: ۴) فَأَثَبَتِ الْعِدَّةَ لِلصَّغِيرَةِ وَهُوَ فَرْعٌ تَصَوَّرَ نِكَاحَهَا شَرْعًا... وَتَزْوِجُ أَبِي بَكْرٍ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ نَصِّ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُتَوَاتِرِ .

”ولی کا نابالغ بچے اور بچی کا نکاح کرنا جائز ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان (الطلاق: ۴) نے نابالغ بچی کی عدت طلاق، جو نکاح کے بعد ہی ہوتی ہے، بیان کر دی ہے۔.... سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح چھ سال کی عمر میں کر دینا، نابالغ بچی کے نکاح کے جواز میں واضح نص ہے۔ حدیث درجہ تو اتر تک پہنچتی ہے۔“

(فتح القدیر: ۲۷۴/۳)

② فرمانِ الہی ہے:

﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَلَّا تَنْكِحُوهُنَّ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْوُلْدَانِ وَأَلَّا تَقُومُوا لِلْيَتَامَى بِالْقِسْطِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا﴾ (النساء: ۱۲۷)

”لوگ آپ سے عورتوں کی بارے میں فتویٰ مانگتے ہیں۔ فرمائیے کہ اللہ تمہیں ان عورتوں کے بارے میں بھی نصیحت کر رہا ہے اور ان یتیم بچیوں کے بارے میں بھی، جن کے احکام پہلے بھی بیان ہو چکے ہیں، تم ان سے نکاح میں تو رغبت رکھتے ہو، لیکن حق مہر پورا نہیں دیتے، نیز کمزور اور نادار بچے بچیوں کے بارے میں نصیحت کر رہا ہے۔ یتیموں کے حقوق میں انصاف کا دامن مت چھوڑو۔ یاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے نیک اعمال سے بخوبی واقف ہے۔“

آیت کی تفسیر میں جلیل القدر تابعی عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: ﴿وَأِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا﴾ (النساء: ۳) إِلَى ﴿وَرُبَاعَ﴾ (النساء: ۳)، فَقَالَتْ: يَا ابْنَ أَخْتِي هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي حَجَرٍ وَلِیَّهَا تَشَارِكُهُ فِي مَالِهِ، فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا وَجَمَالُهَا، فَيُرِيدُ وَلِیَّهَا أَنْ

يَتَزَوَّجَهَا، بِغَيْرِ أَنْ يُقْسَطَ فِي صَدَاقِهَا، فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا
يُعْطِيَهَا غَيْرُهُ، فَهِيَ أَنْ يُنْكَحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يُقْسَطُوا لَهُنَّ،
وَيَبْلُغُوا بِهِنَّ أَعْلَى سُنَّتِهِنَّ مِنَ الصَّدَاقِ، وَأُمِرُوا أَنْ يَنْكَحُوا
مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: ثُمَّ
إِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هَذِهِ
الْآيَةِ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ: ﴿وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ﴾ (النساء: ١٢٧)
إِلَى قَوْلِهِ ﴿وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكَحُوهُنَّ﴾ (النساء: ١٢٧)، وَالَّذِي
ذَكَرَ اللَّهُ أَنَّهُ يَتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ الْآيَةُ الْأُولَى الَّتِي قَالَ
فِيهَا: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسَطُوا فِي الْيَتَامَى، فَانْكَحُوا مَا
طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ (النساء: ٣)، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَقَوْلُ اللَّهِ
فِي الْآيَةِ الْأُخْرَى: ﴿وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكَحُوهُنَّ﴾ (النساء: ١٢٧)
يَعْنِي هِيَ رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ لِيَتِيمَتِهِ الَّتِي تَكُونُ فِي حَجَرِهِ، حِينَ
تَكُونُ قَلِيلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ، فَهِيَ أَنْ يَنْكَحُوا مَا رَغِبُوا فِي
مَالِهَا وَجَمَالِهَا مِنْ يَتَامَى النِّسَاءِ إِلَّا بِالْقِسْطِ، مِنْ أَجْلِ
رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ.

”میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے (سورۃ النساء: ۳) کے متعلق پوچھا، فرمایا: لگی:
بھانجے! اس سے وہ یتیم بچی مراد ہے، جو اپنے ولی کی زیر سرپرستی ہو اور مال بھی

اکٹھا ہو۔ ولی کو یتیم بچی کے مال و جمال میں رغبت ہونے لگے اور پورا مہر دیے بغیر اس سے نکاح کرنا چاہے۔ ایسے لوگوں کو روک دیا گیا کہ نکاح کرنا ہے تو حق مہر معاشرے کے مطابق جتنا بنتا ہے، پورا دیں۔ یا پھر ان کے علاوہ اپنی پسند کسی اور سے شادی کر لیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اس آیت کے بعد کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ مانگا، تو (سورۃ النساء: ۱۲) نازل ہو گئی۔ اس آیت میں ”مایتلی“ سے مراد پہلے والی (النساء: ۳) آیت مراد ہے۔ دوسری (النساء: ۱۲) میں اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَتَرَ عُبُودَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ﴾ کی تفسیر کچھ یوں ہے کہ لوگ کی یتیم بچی جب کم مال اور کم جمال والی ہوتی، تو اس سے نکاح کرنے میں بے رغبتی کرتے۔ لہذا حکم ہوا کہ جیسے تم مال و جمال کی کمی کی وجہ سے نکاح نہیں کرتے، ایسے ہی جن یتیم بچیوں کے مال و جمال میں تمہیں رغبت ہو، ان سے بھی نکاح نہ کرو، الا یہ کہ انصاف سے کام لو۔“

(صحیح البخاری: ۲۴۹۴)

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲-۷۷۳ھ) فرماتے ہیں: وَفِيهِ دَلَالَةٌ عَلَى تَزْوِيجِ الْوَلِيِّ غَيْرِ الْأَبِ الَّتِي دُونَ الْبُلُوغِ بِكُرًا كَانَتْ أَوْ ثُبًّا لِأَنَّ حَقِيقَةَ الْيَتِيمَةِ مَنْ كَانَتْ دُونَ الْبُلُوغِ وَلَا أَبَ لَهَا وَقَدْ أَذِنَ فِي تَزْوِيجِهَا بِشَرْطِ أَنْ لَا يُبْخَسَ مِنْ صَدَاقِهَا فَيَحْتَاجُ مَنْ مَنَعَ ذَلِكَ إِلَى دَلِيلٍ قَوِيٍّ.

”یہ حدیث دلیل ہے کہ باپ کے علاوہ سرپرست نابالغ کنواری یا شوہر دیدہ

بچی کا نکاح کر سکتا ہے، کیوں کہ حقیقی یتیم وہ ہوتی ہے، جو نابالغ ہو اور باپ فوت ہو گیا ہو۔ یتیم بچی کی شادی کرنے کی اجازت دی گئی ہے، عدم جواز کا دعویٰ محتاج دلیل ہے۔“

(فتح الباری: ۱۹۷/۹)

شیخ الاسلام ثانی، عالم ربانی، علامہ ابن قیم جوزیہ رحمۃ اللہ علیہ (۷۵۱ھ) فرماتے ہیں:

قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْيَتِيمَةَ تُسْتَأْمَرُ فِي نَفْسِهَا، وَلَا يُتَمَّ بَعْدَ احْتِلَامٍ، فَذَلِكَ عَلَى جَوَازِ نِكَاحِ الْيَتِيمَةِ قَبْلَ الْبُلُوغِ، وَهَذَا مَذْهَبُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، وَعَلَيْهِ يَدُلُّ الْقُرْآنُ وَالسُّنَّةُ.

”نبوی فیصلہ ہے کہ نابالغ یتیم بچی سے اس کے رشتے کے معاملے میں (از روئے شفقت) مشورہ لیا جائے گا۔ جب کہ بلوغت کے بعد تو یتیمی رہتی ہی نہیں، لہذا یہ واضح دلیل ہے کہ یتیم بچی کا نکاح قبل از بلوغت جائز ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہی مذہب ہے۔ قرآن و سنت بھی اسی پر دلیل ہیں۔“

(زاد المعاد فی ہدی خیر العباد: ۹۱/۵)

تنبیہات:

- ① یتیمہ کی جمع یتامی ہے، اس کا لغوی و حقیقی معنی یہ ہے کہ ایسی بچی جو عمر بلوغت کو نہ پہنچی ہو اور اس کا باپ فوت ہو چکا ہو۔
- سیدنا حظلہ بن حذیم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

لَا يَتِمُّ بَعْدَ احْتِلَامٍ، وَلَا يَتِمُّ عَلَى جَارِيَةٍ إِذَا هِيَ حَاضَتْ.
 ”بچہ احتلام اور پچی حیض کے بعد یتیم نہیں رہتے۔“

(المعجم الكبير للطبراني : ١٤/٤، ح : ٣٥٠٢، النفقة على العيال لابن أبي الدنيا :
 ٦٣٤، سندہ حسن)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (التلخیص الحجیر: ١١٠/٣) نے اس کی سند کو ”لاباس بہ“ کہا ہے۔
 ہاں مجازاً بلوغت کے بعد بھی یتیم کہہ دیتے ہیں۔ جیسا کہ (سورة النساء: ٢) میں کہا
 گیا ہے۔

اس آیت میں یتیم سے مراد نابالغ بچی ہے، جس کا باپ فوت ہو چکا ہے۔ نہ کہ بالغ
 عورت۔ یہاں یتیم سے بالغ عورت مراد لینا یہ بغیر دلیل کے حقیقت سے مجاز کی طرف جانا
 ہے، جو کہ سراسر غلط ہے۔

نیز اس آیت کی تفسیر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرما رہی ہیں، بل کہ سبب نزول بیان کر رہی ہیں
 اور کسی بھی آیت کے فہم کے لیے سبب نزول مدد اور معاون ثابت ہوتا ہے۔ لہذا ترجیح سیدہ
 عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کو حاصل ہے۔

② اگر کوئی یہ کہے کہ آیت میں دوبار ”نساء“ کا لفظ آیا ہے اور ”نساء“ بالغ
 عورتوں کو کہتے ہیں، جیسا کہ ”رجال“ کا لفظ بالغ مردوں کے لیے ہوتا ہے، لہذا یہاں بالغ
 عورتیں ہی مراد ہیں۔

ہم عرض کریں گے کہ بلاشبہ ”نساء“ کا لفظ بالغات کے لیے ہوتا ہے، لیکن نابالغ
 بچیوں پر بھی اس کا اطلاق ہو جاتا ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿يَذَّبْحُونَ أَبْنَاءَ كُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَ كُمْ﴾ (البقرة: ٤٩)

”آل فرعون تمہارے بچوں کو ذبح کر دیتے تھے اور بچیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے۔“

لاحملہ یہاں ”نساء“ سے مراد دودھ پینے والی بچیاں ہیں، نہ کہ بالغ عورتیں، لہذا نابالغ بچیوں پر ”نساء“ کا لفظ استعمال ہو سکتا ہے۔

③ جنسِ نساء میں بچیاں بھی داخل ہوتی ہیں، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ (النساء: ۲۲)

”جن عورتوں سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے، ان سے نکاح نہ کرو۔“

نیز فرمان الہی ہے:

﴿وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ﴾ (النساء: ۲۳)

”اپنی ساسوں سے نکاح نہ کرو۔“

دونوں آیات میں ”نساء“ کا لفظ نابالغ بچیوں کو بھی شامل ہے، کیوں کہ اگر کوئی شخص کسی نابالغ بچی سے شادی کرتا ہے، تو بلا اختلاف بچی کی ماں اس کے لیے محرماتِ ابدیہ میں سے ہوگی۔

④ جو یتیم بچی قریب البلوغ ہو، تو از روئے شفقت اس سے بھی مشورہ و رضالی جائے گی۔ لہذا اس کی اجازت کے بغیر نکاح کر دیا گیا، اگر وہ راضی ہو تو نکاح معتبر ورنہ نکاح ختم ہو جائے گا۔ وہ تمام احادیث، جن میں یتیمہ سے مشورہ لینے کا کہا گیا ہے، وہ اسی صورت پر محمول ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

تُوفِّيَ عُثْمَانُ بْنُ مَطْعُونٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَتَرَكَ ابْنَةً لَهُ مِنْ

خُوَيْلَةَ بِنْتُ حَكِيمِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ الْأَوْفَصِ قَالَ :
 وَأَوْصَى إِلَى أَخِيهِ قُدَامَةَ بْنِ مَطْعُونٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ : فَهُمَا
 خَالَائِي قَالَ : خَطَبْتُ إِلَى قُدَامَةَ بْنِ مَطْعُونٍ ابْنَةَ عُثْمَانَ بْنِ
 مَطْعُونٍ، فَزَوَّجْنِيهَا، فَدَخَلَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 إِلَى أُمِّهَا، فَأَرْغَبَهَا فِي الْمَالِ فَحَطَّتْ إِلَيْهِ، وَحَطَّتِ الْجَارِيَةُ
 إِلَى هَوَى أُمِّهَا، فَأَبَتَا حَتَّى ارْتَفَعَ أَمْرُهُمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : فَقَالَ قُدَامَةُ بْنُ مَطْعُونٍ : ابْنَةُ
 أَخِي أَوْصَى بِهَا إِلَيَّ، فَزَوَّجْتُهَا مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، فَلَمْ
 أَقْصِرْ بِهَا فِي الصَّلَاحِ، وَلَا فِي الْكَفَاءَةِ، وَلَكِنَّهَا امْرَأَةٌ،
 وَإِنَّهَا حَطَّتْ إِلَى هَوَى أُمِّهَا قَالَ : فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هِيَ يَتِيمَةٌ وَلَا تُنْكَحُ إِلَّا بِإِذْنِهَا، قَالَ : فَانْتَرَعْتُ
 وَاللَّهِ مَنِّي بَعْدَ مَا مَلَكَتُهَا، وَزَوَّجُوهَا الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ .

”سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اپنی بیوی خولہ بنت حکیم سے ایک بیٹی کو داغ
 یتیمی دے کر اللہ کو پیارے ہو گئے اور اپنے بھائی قدامہ بن مظعون کو اس کا
 وصی بنا دیا۔ یہ دونوں بھائی میرے (ابن عمر) ماموں ہیں۔ میں نے اپنے لیے
 ماموں قدامہ کو اس یتیم بچی کے حوالے سے رشتے کا پیغام بھیجا۔ انہوں نے
 اس سے میرا نکاح کر دیا۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بچی کی ماں کے پاس آئے اور

مال کا لالچ دیا، ماں باتوں میں آگئی۔ لڑکی بھی ماں کی طرف مائل ہو گئی اور دونوں نے انکار کر دیا۔ معاملہ نبی پاک ﷺ کی عدالت میں آیا۔ قدامہ بن مظعون نے کہا: اللہ کے رسول! یہ لڑکی میری بھتیجی ہے، اس کے باپ نے مجھے اس کا ولی بنایا ہے اور میں نے اسے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ میں دے دیا ہے۔ اس کی یکسانیت اور راست روی کا پورا پورا خیال رکھا ہے، لیکن ہے تو یہ عورت ذات ہی! اپنی ماں کی چاہت کی طرف مائل ہو کر شادی سے انکار کر رہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ یتیم بچی ہے، نکاح میں اسی کی مرضی چلے گی۔ واللہ! وہ نکاح کے بعد مجھ سے چھین لی گئی اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے عقد میں دے دی گئی۔“

(مسند الإمام أحمد : ۱۳۰/۲، سنن الدار قطنی : ۲۳۰/۳، السنن الكبرى للبيهقي :

۱۲۰/۷، وسنده حسن)

امام حاکم رحمہ اللہ (۱۶۷/۲) نے اس حدیث کو ”امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ کی شرط پر صحیح“ کہا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ علامہ سندھی حنفی (۱۱۳۸ھ) لکھتے ہیں:

«وَالْيَتِيمَةُ» يَدُلُّ عَلَى جَوَازِ نِكَاحِ الْيَتِيمَةِ بِالِاسْتِئْذَانِ قَبْلَ الْبُلُوغِ.

”لفظ یتیمہ، نابالغ یتیم بچی کی اجازت کے ساتھ اس کے نکاح کے جواز پر دلالت کتنا ہے۔“

(حاشیة السندهي على النسائي : ۸۴/۶)

۴) بعض لوگ قبل از بلوغت نکاح کے عدم جواز پر یہ آیت بطور استدلال پیش کرتے ہیں:

﴿وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ

رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ﴾ (النساء: ۶)

”یتیموں کی جانچ کرو تا آن کہ وہ بالغ ہو جائیں، اگر تمہیں ان میں معاملہ شناسی کا مادہ محسوس ہو، تو ان کا مال ان کے سپرد کر دو۔“

کہتے ہیں کہ اس آیت میں نکاح کا لفظ شادی کے معنی میں ہے، یعنی ان کو اس وقت تک مال نہیں دینا جب وہ شادی کی عمر کو نہ پہنچ جائیں اور مال بلوغت کے بعد ہی دیا جاتا ہے، لہذا شادی بھی بلوغت کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ لفظ نکاح قرآن میں کئی معانی کے لیے استعمال ہوا ہے، لیکن یہاں لفظ نکاح شادی کے لیے نہیں، بل کہ بلوغت کے معنی میں ہے۔ جیسا کہ علامہ زکریٰ رحمہ اللہ (م: ۹۴۷ھ) اور حافظ سیوطی رحمہ اللہ (م: ۹۱۱ھ) لکھتے ہیں:

وَكُلُّ نِكَاحٍ فِيهِ تَزْوُجٌ إِلَّا ﴿حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ﴾ فَهُوَ الْحُلْمُ.

”قرآن میں لفظ نکاح رشتہ ازدواج ہی کے متعلق ہے سوائے اس فرمان کے: ﴿حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ﴾، یہاں لفظ نکاح بلوغت کے معنی میں ہے۔“

(البرهان في علوم القرآن: ۱/۱۰۹، الإتيان في علوم القرآن: ۲/۱۵۹)

دوسری بات یہ کہ قرآن و حدیث اور اجماع امت میں نکاح کے لیے بلوغت شرط نہیں۔ نیز یہ آیت اس دعویٰ میں مجمل ہے، دیگر صریح دلائل کے مقابلہ میں کسی کی من چاہی

تفسیر کیوں کر معتبر ہو سکتی ہے! جب کہ شریعت میں نابالغ بچی کے نکاح کا جواز ہے۔

③ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا﴾ (النساء: ۳)

”یتیم نابالغ بچیوں کے معاملہ میں عدل نہ کر سکنے کا اندیشہ ہو، تو (ان کے علاوہ دوسری) پسندیدہ عورتوں سے نکاح کرلو۔ دو دو، تین تین، چار چار (تک کر سکتے ہو) ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں عدل نہ کر سکو، تو ایک سے کر لویا لو نڈی سے کرلو۔ بے اعتدالی سے بچنے کا یہ بہترین ذریعہ ہے۔“

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن ہمام حنفی (م: ۸۶۱ھ) کہتے ہیں:

مَنْعَ مِنْ نِكَاحِهَا عِنْدَ خَوْفِ عَدَمِ الْعَدْلِ فِيهِنَّ، وَهَذَا فَرْعُ جَوَازِ نِكَاحِهَا عِنْدَ عَدَمِ الْخَوْفِ، وَلَا يُقَالُ ذَٰلِكَ بِمَفْهُومِ الشَّرْطِ؛ لِأَنَّ الْأَصْلَ جَوَازُ نِكَاحِ غَيْرِ الْمُحَرَّمَاتِ مُطْلَقًا، فَمَنْعَ مِنْ هَذِهِ عِنْدَ خَوْفِ عَدَمِ الْعَدْلِ فِيهِنَّ، فَعِنْدَ عَدَمِهِ يَثْبُتُ الْجَوَازُ بِالْأَصْلِ الْمُمَهَّدِ لَا مُضَافًا إِلَى الشَّرْطِ، وَيُصَرِّحُ بِجَوَازِ نِكَاحِهَا قَوْلُ عَائِشَةَ: إِنَّهَا نَزَلَتْ فِي يَتِيمَةٍ تَكُونُ فِي حَجَرٍ وَلَيْيَهَا.

”اللہ تعالیٰ نے ان مردوں کو یتیم بچیوں سے نکاح کرنے سے منع کر دیا، جو ان

سے عدل نہیں کر سکتے۔ یہ دلیل ہے کہ جب بے اعتدالی کا خوف نہ ہو، تو جائز ہے۔ یہ بات مفہوم مخالفت کی بنا پر نہیں کہی گئی، کیوں کہ غیر محرم مطلقاً نکاح جائز ہے۔ جب بے اعتدالی کا اندیشہ ہو، تو نکاح سے منع کر دیا، ورنہ اپنی اصل کی بنا پر بغیر کسی شرط کے جائز ہے۔ یتیم بچی کے نکاح کے جواز پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول صریح دلیل ہے کہ یہ آیت اس یتیم بچی کی بارے میں نازل ہوئی، جو اپنے ولی کی سرپرستی میں ہے۔“

(فتح القدیر: ۲۷۵/۳)

حدیثی دلائل:

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، وَأَدْخَلْتُ عَلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ، وَمَكَثَتْ عِنْدَهُ تِسْعًا. ”نبی کریم ﷺ سے میرا نکاح ہوا، تو میں چھ سال کی بچی تھی، رخصتی ہو، تو نو سال کی تھی اور آپ ﷺ کے ساتھ نو سال گزارے۔“

(صحیح البخاری: ۵۱۳۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سَعٍ سِنِينَ، وَزُفَّتْ إِلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ سِنِينَ، وَلُعِبَهَا مَعَهَا، وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانَ عَشْرَةَ.

”نبی کریم ﷺ نے مجھ نکاح کیا، تو میری عمر سات برس تھی، رخصتی کے وقت عمر نو سال تھی، میں کھلونے بھی ساتھ ہی لے آئی۔ نیز آپ ﷺ کی وفات کے وقت میری عمر اٹھارہ برس تھی۔“

(صحیح مسلم: ۱۹۲۲/۷۱)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے ہے:

تَزَوَّجَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ بِنْتُ سِتٍّ،
وَبْنَى بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ، وَمَاتَ عَنْهَا وَهِيَ بِنْتُ ثَمَانَ
عَشْرَةَ.

”رسول اللہ ﷺ سے نکاح کے وقت میری عمر چھ سال تھی، رخصتی کے وقت نو سال اور آپ کی وفات کے وقت اٹھارہ سال تھی۔“

(صحیح مسلم: ۱۹۲۲/۷۲)

علامہ عینی حنفی (م: ۸۵۵ھ) لکھتے ہیں:

وَحَدِيثُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا مَشْهُورٌ وَقَرِيبٌ إِلَى
التَّوَاتُرِ.

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث متواتر کی حد تک مشہور ہے۔“

(الْبَيِّنَاتُ فِي شَرْحِ الْهَدَايَةِ: ۹۰/۵)

شارح صحیح مسلم حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۳۱-۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا قَوْلُهَا فِي رِوَايَةِ تَزَوَّجَنِي وَأَنَا بِنْتُ سَبْعٍ وَفِي أَكْثَرِ
الرِّوَايَاتِ بِنْتُ سِتٍّ فَالْجَمْعُ بَيْنَهُمَا أَنَّهُ كَانَ لَهَا سِتٌّ وَكُسِرُ

فَفِي رِوَايَةٍ افْتَصَرَتْ عَلَى السِّنِينَ وَفِي رِوَايَةٍ عَدَّتِ السَّنَةَ
الَّتِي دَخَلَتْ فِيهَا وَاللَّهُ أَعْلَمُ .

”ایک روایت میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہنا ہے کہ نکاح کے وقت ان کی عمر سات سال تھی، جب کہ دوسری روایات میں چھ کا ذکر ہے۔ دونوں روایات میں جمع تطبیق کی صورت یہ ہوگی کہ نکاح کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر چھ سال مکمل اور کچھ ماہ تھی۔ ایک روایت میں صرف سالوں کے ذکر پر اکتفا کیا اور دوسری روایت میں اسے بھی علیحدہ سال تصور کر لیا، جس میں داخل ہو چکی تھیں۔ واللہ اعلم!“

(شرح النووي: ۲۰۷/۹)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

الصَّحِيحُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ
بِنْتُ سِتٍّ، وَقِيلَ : سَبْعٌ، وَيُجْمَعُ بِأَنَّهَا كَانَتْ أَكْمَلَتْ
السَّادِسَةَ وَدَخَلَتْ فِي السَّابِعَةِ، وَدَخَلَ بِهَا وَهِيَ بِنْتُ تِسْعٍ .
”صحیح یہی ہے نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، تو سیدہ کی عمر چھ برس
تھی، دوسری روایت کے مطابق سات برس تھی۔ دونوں میں تطبیق کی صورت
یہ ہے کہ نکاح کے وقت سیدہ عمر کا چھٹا سال گزار کر ساتویں میں داخل ہو چکی
تھیں۔ رخصتی کے وقت آپ رضی اللہ عنہا اپنی عمر کی نو بہاریں دیکھ چکی تھیں۔“

(الإصابة في تمييز الصحابة: ۲۸۲/۸)

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

﴿لَمَّا تُوَفِّيَتْ خَدِيجَةُ قَالَتْ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيمِ بْنِ أُمَيَّةَ بْنِ
 الْوَقَصِ امْرَأَةُ عُمَانَ بْنِ مَطْعُونٍ وَذَلِكَ بِمَكَّةَ : يَا رَسُولَ
 اللَّهِ أَلَا تَزَوِّجُ؟، قَالَ : مَنْ؟ ، قَالَتْ : إِنْ شِئْتَ بِكَرًّا، وَإِنْ
 شِئْتَ ثَبِيًّا، قَالَ : فَمَنِ الْبِكْرِ؟، قَالَتْ : ابْنَةُ أَحَبِّ خَلْقِ اللَّهِ
 إِلَيْكَ عَائِشَةُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ : وَمَنِ الثَّيِّبِ؟، قَالَتْ : سَوْدَةُ
 بِنْتُ زَمْعَةَ آمَنَتْ بِكَ وَاتَّبَعَتْكَ عَلَى مَا أَنْتَ عَلَيْهِ، قَالَ :
 فَادْهَبِي فَادْكُرِيهِمَا عَلَيَّ فَجَاءَتْ فَدَخَلَتْ بَيْتَ أَبِي بَكْرٍ
 فَوَجَدَتْ أُمَّ رُومَانَ أُمَّ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ : يَا أُمَّ رُومَانَ مَاذَا أَدْخَلَ
 اللَّهُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ؟، أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْطُبُ عَلَيْهِ عَائِشَةَ، قَالَتْ : وَدِدْتُ أَنْتَظِرِي
 أَبَا بَكْرٍ، فَإِنَّهُ آتٍ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَتْ : يَا أَبَا بَكْرٍ مَاذَا
 أَدْخَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ؟، أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْطُبُ عَلَيْهِ عَائِشَةَ، قَالَ : هَلْ تَصْلُحُ
 لَهُ وَإِنَّمَا هِيَ بِنْتُ أَخِيهِ، فَارْجِعْنِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ : ارْجِعِي إِلَيْهِ فَقُولِي لَهُ
 : أَنْتِ أَخِي فِي الْإِسْلَامِ، وَأَنَا أَخُوكَ وَابْنُكَ تَصْلُحُ لِي،
 فَاتَتْ أَبَا بَكْرٍ فَقَالَ لِحَوْلَةَ : ادْعِي لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ فَأَنْكَحَهَا، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ ابْنَةُ سِتِّ سِنِينَ .

”سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد کی دور کی بات ہے، عثمان بن

مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی: اللہ کے رسول! شادی کرنا چاہیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کس سے؟ کہنی لگی: کنواری سے کرنی ہے، تب آپ کی مرضی، شوہر دیدہ سے کرنی ہے، تب آپ کی مرضی۔ فرمایا: کنواری کون ہے؟ کہنی لگی: یہ اس کی بیٹی ہے، جس سے آپ کو سب سے زیادہ لگاؤ ہے۔ میری مراد: ابوبکر کی بیٹی عائشہ! فرمایا: اور شوہر دیدہ؟ کہا: سودہ بنت زمعہ، اچھی بھلی مؤمنہ اور باشرع خاتون ہے۔ فرمایا: جائیں، دونوں کو میرا ذکر کریں۔ خولہ گئی اور پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر داخل ہوئی۔ میری ماں ام رومان سے ملاقات کی اور کہا: آپ کی تو اللہ نے سن لی، رسول اللہ ﷺ نے مجھے عائشہ کے لیے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا ہے۔ میری امی جان فرمانے لگی: میرا خیال ہے، آپ ذرا رکھے، ابوبکر آتے ہی ہوں گے۔ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آگئے۔ خولہ کہنی لگی: آپ پر تو اللہ کی رحمت ہو گئی ہے، اللہ کے رسول نے مجھے اپنے لیے عائشہ کا رشتہ لینے کے لیے بھیجا ہے۔ ابوجی فرمانے لگے: وہ تو نبی کریم ﷺ کی بھتیجی ہیں، نکاح کیسے ہو سکتا ہے؟ خولہ کہتی ہیں: یہ کہہ کر مجھے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے واپس بھیج دیا۔ میں نے آپ ﷺ سے ساری بات من وعن کہہ دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں جا کر کہیے کہ ہم ایک دوسرے کے اسلامی بھائی ہیں، لہذا عائشہ سے نکاح ہو سکتا ہے۔ خولہ نے ابوجی کو ساری بات بتا دی، تو ابوجی فرمانے لگے: رسول اللہ ﷺ کو کہیے کہ تشریف لے آئیں، آپ ﷺ آئے اور ابوجی نے میرے نکاح کر دیا۔ اس وقت میری عمر کوئی چھ برس تھی۔“

(المعجم الكبير للطبراني: ۲۳/۲۳، ح: ۵۷، مسند الإمام أحمد: ۶/۲۱۰، سندہ حسن)

امام حاکم رحمہ اللہ (۳/۷۳) نے اسے ”امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح“ کہا ہے۔ حافظ

ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری: ۷/۲۲۵) نے اس کی سند کو ”حسن“ کہا ہے۔

اجماع امت:

حافظ ابن المنذر رحمہ اللہ (۲۴۲-۳۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ كُلُّ مَنْ نَحَفَظُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، أَنَّ نِكَاحَ الْأَبِ ابْنَتَهُ الْبُكَرَ الصَّغِيرَةَ جَائِزٌ.

”تمام معتبر اہل علم کا اجماع ہے کہ باپ اپنی نابالغ بیٹی کا نکاح کر سکتا ہے۔“

(المغنی لابن قدامة المقدسی: ۷/۳۷۹)

شرح بخاری مہلب بن احمد بن ابوصفرہ اندلسی (م: ۴۳۵ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا أَنَّهُ يَجُوزُ لِلأَبِ تَزْوِيجُ ابْنَتِهِ الصَّغِيرَةِ الْبُكَرِ وَلَوْ كَانَتْ لَا يُوطَأُ مِثْلَهَا.

”علمائے کرام کا اجماع ہے کہ باپ کے لیے اپنی نابالغ بیٹی کا نکاح کرنا

جائز ہے، گو وہ جماع کے قابل نہ ہو۔“ (فتح الباری لابن حجر: ۹/۱۹۰)

علامہ ابن بطل رحمہ اللہ (م: ۴۴۹ھ) فرماتے ہیں:

يَجُوزُ تَزْوِيجُ الصَّغِيرَةِ بِالْكَبِيرِ إِجْمَاعًا وَلَوْ كَانَتْ فِي الْمَهْدِ لَكِنْ لَا يُمَكَّنُ مِنْهَا حَتَّى تَصْلَحَ لِلْوَطْءِ.

”نابالغ بیٹی کا بالغ مرد سے نکاح بالاجماع جائز ہے، گو وہ ابھی پنگھوڑے میں

ہی ہو، لیکن رخصتی اس وقت کی جائے، جب جماع کے قابل ہو جائے۔“

(فتح الباری لابن حجر: ۹/۱۲۴)

حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۳۱-۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

وَأَجْمَعَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى جَوَازِ تَرْوِيجِهِ ابْنَتَهُ الْبُكَرَ الصَّغِيرَةَ
لِهَذَا الْحَدِيثِ .

”اس حدیث کی رو سے مسلمانوں کا اجماع ہے کہ نابالغ بچی کی شادی کرنا جائز ہے۔“ (شرح النووي: ۲۰۶/۹)

اجماع امت کے خلاف کوئی دلیل مسموع نہیں ہوتی، اہل حق کا اجماع و اتفاق حق ہے۔ حق حق کا معارض و مخالف نہیں ہو سکتا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ نکاح کا مقصود طبعی طور پر یہ ہے کہ بیوی سے شہوت پوری کی جائے اور اولاد پیدا کی جائے۔ نابالغ بچی کے ساتھ نکاح میں یہ دونوں چیزیں مفقود ہیں، تو نکاح کا کیا فائدہ؟ ہم کہتے ہیں نابالغ بچی سے نکاح کو شریعت نے جائز قرار دیا ہے، ایک وقت کے بعد اس نکاح کے طبعی فوائد حاصل ہو جائیں گے، ضروری نہیں کہ نکاح کے فوائد اسی وقت حاصل ہوں، بہر صورت نکاح کا رِخیر ہے۔

عقل و نقل اس کی تائید کرتی ہے کہ مجامعت اس وقت کی جائے گی، جب وہ اس کی اہل ہو جائے۔ شریعت نے تو قبل از بلوغ نکاح کا جواز فراہم کیا ہے، لیکن بعض لوگ قبل از بلوغ تو کجا، بعد از بلوغ بھی نکاح سے روکتے ہیں اور طرح طرح کی پابندیاں عائد کرتے ہیں، جن کی عقل و نقل سے تائید نہیں ہوتی، بل کہ یہ شریعت سازی ہے۔

مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے بچوں کی جلدی شادی کر کے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآں ہوں، تاخیر سے شادی کرنا کئی پریشانیوں کا پیش خیمہ ہے اور انسانی صحت کے لیے انتہائی ناموزوں بھی ہے۔